افادات: مولانا محمد ابراہیم فانیؒ

داستانِ دلکشاء درزمانِ ابتلاء

مولانا محمد ابراہیم فانی صاحبؒ دارالعلوم حقانیہ کے جید استاد الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ کہنہ مشق شاعر' ادیب' مصنف و محقق تھے' گزشتہ تقریباً پینتیس سال سے دارالعلوم حقانیہ میں منصب تدریس پر فائز رہے۔ گزشتہ دنوں ذیابیطس کے مرض نے شدت اختیار کر کے موصوف کے دونوں گردوں کو متاثر کیا' اور اُسی مرض سے انتقال فرما گئے۔ موصوف نے آئی سی یو جیسی نازک جگہ میں بھی کتاب و قلم اور ادب و شاعری سے رشتہ جوڑے رکھا اور شدید بیماری بلکہ غنودگی کی حالت میں اپنی یاداشتیں لکھنا شروع کیں' اس طرح بیمار پرسی میں بعض اصحاب علم و فضل سے غنودگی کی حالت میں علمی اور ادبی گفتگو فرماتے رہے۔ جس کا تیسرا حصہ نذر قارئین ہے۔ (ادارہ)

آفاقی استعارہ:

ایک دفعہ علامہ اقبالؒ کے فرزند ڈاکٹر جسٹس (ر) جاوید اقبال صاحب حقانیہ تشریف لائے۔ استقبالیہ تقریب سے فراغت کے بعد حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی کی اقامت گاہ کو ظہرانے کے لئے تشریف لے جا رہے تھے' بندہ بھی اسی کارواں میں شریک تھا' تو میں نے جسٹس صاحب کو کہا کہ علامہ صاحب تو مجموعہ کمالات تھے ہی' لیکن آپ کے نام اور بیٹے کے حوالے سے جاوید نامہ لکھ کر آپ کو امر اور اپنی والدہ محترمہ کی یاد میں نظم جس کا عنوان ہے ''والدہ مرحومہ کی یاد میں'' اپنی ماں کو آفاقی استعارہ بنادیا ہے اور آج جو شخص بھی اپنے بیٹے کو نصیحت کرتا ہے تو جاوید نامہ سے اور لندن سے بھیجے گئے آپ کے نام دوسرے اردو اشعار سے ضرور استفادہ کرتا ہے۔ مثلاً

آ تجھ کو بتادوں کہ تقدیر امم کیا ہے ——— شمشیر وسنان اول طاؤس ورباب آخر
مئے خانۂ یورپ کے دستور نرالے ہیں ——— لاتے ہیں سرور اول دیتے ہیں شراب آخر
تھا ضبط بہت مشکل اس سیل معنی کا ——— کہہ ڈالے قلندر نے اسرار کتاب آخر

اور والدہ مرحومہ کی یاد میں جو نظم ہے' ہر شخص اپنی والدہ کے متعلق تاثرات میں اس نظم کو ملحوظ نظر رکھتا ہے اور جب کسی کی ماں فوت ہوجائے تو یہ شعر ضرور پڑھتا ہے جو کہ علامہ کی نظم کا آخری شعر ہے۔

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے ——— سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

یہ باتیں کرتے ہوئے جسٹس صاحب انتہائی متوجہ تھے' اور پھر مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمایا کہ یہ تو واقعی نقطہ کی بات ہے جس پر ہمارے فانؔی صاحب پہنچ گئے۔

حضرت مولانا سعید الرحمٰن دیروی کا حضرت فانی صاحبؒ سے دلچسپ مکالمہ

حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب دارالعلوم حقانیہ کے لائق وفائق استاد ہیں اور شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا عبدالحلیم دیروی صاحب مدظلہ المعروف بہ دیربابا جی کے صاحبزادے ہیں۔ ماشاء اللہ صاحبزادے بڑے خوش طبع اور ہنس مکھ انسان ہیں، انہوں نے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد ابراہیم فانیؒ سے دوران بیمارپُرسی کچھ ضروری اور دلچسپ سوالات کیئے، جس میں حضرت فانیؒ کا مسلک ومشرب اور چھپے دلی جذبات کا اظہار ہوتا ہے اور جس میں حضرت فانیؒ کی کتاب زندگی کے کچھ اوراق پلٹے گئے جو کہ ان شاء اللہ قارئین کیلئے دلچسپی کا باعث ہوگا۔.........(حافظ محمد اکرم)

مولانا ہلال احمد: حضرت! آپ آرام نہیں فرماتے' آپ کو آرام کرنا چاہیے

فانی صاحبؒ: مصیبت آشنا ہوں میں ازل سے اے چمن والوں مجھے آرام آیا بھی تو زیردام آئے گا

ایک مرتبہ میری قاضی حسین احمد مرحوم سے ملاقات ہوئی تو ان کو میں نے کہا کہ جناب من! آپ نے تو دل کی سرجری کی ہوئی ہے۔اس کے باوجود کیوں بھاگ دوڑ کررہے ہیں۔تو حضرت قاضی مرحوم فرمانے لگے کہ مولانا آرام میں صحت نہیں ہے اور پھر فرمانے لگے کہ بیدلؔ کہتا ہے، ''یہ تصحیح کرتا جاؤں کہ یہ (بیدلؔ) کا شعر نہیں ہے۔'' مولانا آزاد کی کتاب ''غبارِ خاطر'' میں اس کی پوری تشریح موجود ہے۔وہ فرماتے ہیں ......

موجیم کہ آسودگی ما عدم ماست مازندہ ازآئیم کہ آرام نگیرم

مولانا سعید الرحمٰن صاحب: حضرت! پھر آپ لوگوں نے جواب میں کیا عرض فرمایا؟

فانی صاحبؒ: میں نے جواب میں یہ شعر کہا......

مصیبت آشنا ہوں میں ازل سے اے چمن والو مجھے آرام آیا بھی تو زیردام آئے گا

جناب ہماری قسمت میں آرام کہاں ہے۔ میں اس بات پہ حیران ہوں کہ اگر یہاں ہسپتال سے فارغ ہوکر جامعہ چلا گیا تو بہت ہلہ ہوگا۔ طلبہ مجھے نہیں چھوڑیں گے، میری تو خواہش یہ ہے کہ جامعہ کے دارالحدیث میں تمام طلبہ، متعلقین اور محبین کو مدعو کرکے صحتیابی کی خوشی میں ایک اجتماعی تقریب منعقد کرلوں اور طلبہ اور متعلقین سے معذرت کرلوں کہ آئندہ بیمارپرسی کی غرض سے تشریف مت لائیں۔نہ بیٹھک میں تشریف لائیں اور نہ کمرے میں۔

مولانا سعید الرحمٰن: حضرت! آپ آرام کرلیں نا۔

فانی صاحبؒ: میرا کام بے آرامی کا ہے، دراصل میں نے دو کتابیں شروع کی ہیں،اللہ تعالیٰ نے اپنا خصوصی فضل وکرم فرمایا کہ دوران بیماری دو کتابوں کی تصنیف کی ہمت مرحمت فرمائی۔

مولانا سعید الرحمٰن: حضرت! کتابوں کے نام کیا ہیں؟

فانی صاحبؒ: میری ایک کتاب کا نام ہے ''داستان دل کشاں ، درزمان ابتلاء'' اور دوسری کا نام ''تذکرہ

علماء وفضلاء زروبی'' ہے۔ اول الذکر میں وہ چیزیں ذکر کروں گا جو کہ دوران بستر پیش آئیں یہ اس بارے میں پوری روداد ہوگی اور آخر الذکر میں اپنے آبائی گاؤں ''زروبی'' ضلع صوابی کے جملہ علمی، ادبی اور مذہبی شخصیات کی زندگی کے حالات واقعات ذکر کروں گا۔

مولانا سعید الرحمٰن: حضرت! اول الذکر کتاب کے نام کا عروضی وزن کیا ہوگا؟

فانی صاحبؒ: فاعل مستفعل، فاعل مستفعل اس کا عروضی وزن ہے۔

مولانا سعید الرحمٰن: حضرت! کتاب کا نام تو بڑا زبردست چنا ہے۔

فانی صاحبؒ: ہاں، ایک شخص کہنے لگا کہ جناب کتاب تو نثر کی ہے اور نام اس کا شاعرانہ ہے؟

تو میں نے اس کو کہا کہ اس کا وزن عروضی یہ ہے ''داستان دل کشاں در زمان ابتلاء'' اور دوسرے کا نام ہے ''تذکرہ علماء وفضلاء زروبی''

فانی صاحبؒ: بیماری کی دو جہتیں ہیں۔ (۱) اچھی (۲) بری

بری جہت ہر کسی کو معلوم ہے، لیکن اچھی جہت یہ ہے کہ ہمارے لئے لکھنے کا موقع ہاتھ آ گیا ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے میرے سامنے ایک شعر پڑھا اور کہا کہ یہ میرا شعر ہے۔ تو میں نے کہا کہ اے اللہ کے بندے! اگر شعر ہم کہیں تو ہم فارغ ہوتے ہیں۔ تم کس وقت شعر کہتے ہو، تو مولانا نے برجستہ جواب دیا کہ میں جب حکومت مہمان بن جاتا ہوں یعنی جب جیل میں ڈال دیا جاتا ہوں یا نظر بند ہو جاتا ہوں، یا سفر میں ہوتا ہوں یا بیرون ملک سفر پر ہوتا ہوں تو اللہ تعالیٰ موقع فراہم کر دیتے ہیں، تو اسی طرح ہمارا ابھی یہی حال ہے کہ بیماری میں اللہ تعالیٰ نے موقع فراہم کر دیا کہ ہم نے کتابیں لکھنا شروع کیں۔

ایک مرتبہ زمانہ طالب علمی میں ہم جلالین شریف کے پیریڈ کے انتظار میں کھڑے تھے کہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب مجھے مخاطب کر کے بولنے لگے اے فانی! شعر سنئے۔

تو میں نے کہا سنایئے جناب! کہنے لگے

جب آگ دی باغبان نے آشیانے کو میرے جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

تو جواباً میں نے کہا: کس طرح آئے یقین ہم کو کسی کی بات کا منزلوں پر لا کے دھوکہ رہنما دیتے رہے

فانی صاحبؒ: حضرت صدر صاحبؒ ایک غریب وفقیر انسان تھے، بس اپنے کام سے کام رکھتے تھے اور حق گو، حق پرست اور جلالی انسان تھے، اور طلبہ کرام پر نہایت شفیق ومہربان تھے۔

حضرت صدر صاحبؒ کے علمی نکات:

حضرت فانی صاحبؒ: حضرت صدر صاحبؒ کے علمی نکات کافی زیادہ ہیں۔ ایک مرتبہ درس بخاری شریف میں

فرمانے لگے کہ شہادت بہت بڑا مقام ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ جب فوت ہونے لگے تو بستر پر فوت ہوئے اور نہایت رنجیدہ تھے' کسی نے اس بارے حضرت صدر صاحبؒ سے استفسار کیا کہ اتنے سارے غزوات میں شرکت کرنے کے باوجود حضرت خالد بن ولید کو شہادت کی موت کیوں نہ ملی؟

تو حضرت صدر صاحبؒ نے نہایت عجیب وغریب جواب ارشاد فرمایا کہ حضرت خالد کو نبی علیہ السلام نے ''سیف اللہ'' کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ اگر کفار کے ہاتھوں حضرت خالد بن ولیدؓ کو موت ہو جاتی تو کفار خوش ہو کر کہتے کہ اللہ کی تلوار ہمارے ذریعے ٹوٹ گئی تو اللہ تعالیٰ حضرت نبی علیہ السلام کی پیش گوئی کی لاج رکھی۔ اور انہیں بستر پر موت نصیب فرمائی۔

حضرت عمرؓ کے حوالے سے لطیف نکتہ:

دوسرا نکتہ بیان فرمایا کہ حضور ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ابن خطاب رضی اللہ ہوتے' کسی نے حضرت صدر صاحبؒ سے پوچھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت لاڈلے تھے' حضرت عمرؓ کے بارے میں فرمان کی کیا وجہ ہے؟ تو حضرت نے فرمایا کہ اس کے دو جواب ہیں' اول ہر جمالی پیغمبر کے بعد جلالی پیغمبر آتا ہے تو ابوبکر صدیقؓ میں بھی جمالیت تھی' اور حضور ﷺ میں بھی جمالیت تھی' اور یہ عادت اللہ کے خلاف ہے' اور حضرت عمرؓ میں جلالیت تھی' اس لئے ان کے بارے میں فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔

دوسری بات یہ کہ فرمایا (لوکان بعدی) تو بعدیت اور معیت میں تضاد ہے اور ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں فرمایا کہ ان اللہ معنا

حضرت صدرؒ کا تیسرا نکتہ بیان فرماتے ہوئے حضرت فانیؒ نے حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ غور سے سنیئے جلالین شریف میں کام آئے گا' قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: قولہ وما ربك بظلام للعبید

کسی نے پوچھا کہ حضرت کفار کی عمر ۱۰۰ سال ہے یا ۸۰ سال ہے یا کم وبیش اور خلدین فیھا ابدا عذاب لامحدود ہے۔ یہ تو ظلم ہوا' تو حضرت صدر صاحبؒ فرمانے لگے کہ اس کے بہت جواب ہیں لیکن ایک مختصر سا جواب دوں گا کہ یہ کافر ہیں اور کفر ایک لامحدود جرم ہے۔ لہٰذا لامحدود جرم کے لئے لامحدود سزا ہونی چاہیے اور یہ ظلم نہ ہوا بلکہ عین انصاف ہوا۔

مولانا سعید الرحمٰن: حضرت آپ مفتی فریدؒ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

فانی صاحبؒ: (آہ! لمبی سانس لیتے ہوئے) ع زبان پہ بارے خدایہ کس کا نام آیا......

حضرت مفتی صاحب نہایت شیرین اور میٹھے انسان تھے' او رہم ان کے زیر سایہ بڑے ہوئے۔ اوران جیسا فقیہ النفس اور متبحر عالم دین روئے زمین پر میں نے نہیں دیکھا۔

مولانا سعیدالرحمٰن: حضرت کیا آپ لوگوں نے حضرت غور غشتویؒ کو دیکھا تھا؟

فانی صاحبؒ: جب حضرت غورغشتویؒ فوت ہوئے تو میں اسکول میں تھا' اورحضرت کے جنازہ میں شریک ہوا تھا۔

مولانا سعید: حضرت آپ علامہ شمس الحق افغانیؒ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

فانی صاحبؒ: حضرت افغانیؒ علم کے ایک بہت بڑے ،بحرالذخار تھے،صرف ایک آیت پر کئی کئی گھنٹے بیان فرماتے تھے۔

مولانا سعید: اسیر مالٹا مولانا عزیز گل صاحب کے بارے میں کچھ؟

فانی صاحب: مولانا عزیر گلؒ بہت بڑی شخصیت تھی' فخر افاغنہ تھے' عربی مقولہ ہے کہ ولکل فقیہ سفیہ تو حضرت عزیز گلؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت شیخ الہندؒ کا سفیہ ہوں،نہایت عاجز مزاج انسان تھے' میں ایک مرتبہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے ساتھ ملاقات کے لئے گیا تھا۔

مولانا سعید: حضرت کا کا صاحبؒ میں جو علماء کرام گزرے ہیں،مثلاً مولانا نافع گل صاحب' مفتی سیاح الدین کا کا خیلؒ وغیرہ کے حوالے سے کچھ عرض کریں؟

حضرت فانی صاحب: یہ علم کے مراکز ہیں' میاں نافع گلؒ ،میاں عزیز گلؒ یہ دونوں بھائی ہیں،اور یہ مفتی عدنان کا کا خیل صاحب ،میاں عبداللہ کا کا خیل کے صاحبزادے ہیں۔ اور میاں عبداللہ کا کا خیل میاں نافع گل کے صاحبزادے ہیں او رحضرت نافع گل صاحب جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کے بانیوں میں سے ہیں۔ بہرکیف کا کا صاحبؒ ایک ہمارے علمی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔

مولانا سعیدالرحمٰن: حضرت !آپ لوگوں کے ایک چچا ابوالوفاء افغانی صاحب بھی تو تھے؟

فانی صاحبؒ: ابوالوفاء افغانی میرے چچا نہیں تھے' وہ مفتی رشید احمد اور مفتی فرید صاحبؒ کے بھائی تھے۔(ہنستے ہوئے) بہت خوش مزاج اورخوش طبع انسان تھے۔ان کے بڑے نرالے نوادرات اورتفردات ہیں۔

مولانا سعیدالرحمٰن: حضرت آپ دارالعلوم کے بارے میں کچھ فرمائیں؟

فانی صاحبؒ: یار جی! بس حقانیہ تو حقانیہ ہے۔ ہم سب کی مادر علمی ہے۔ میرا بچپن، جوانی، یہاں دارالعلوم میں گزری ہے۔ حقانیہ کے ساتھ میری دلی محبت ہے' یہ میری مادر علمی ہے' اگر کوئی اس کے بارے میں بُرا بھلا کہے تو اس کے منہ میں خاک ہو۔ دارالعلوم حقانیہ درودیوار ہمارے لئے حرم کی حیثیت رکھتے ہیں۔